عورت اور خود مختاری

اسلام، پاکستان اور دیگر مذاہب

ویمن اینڈ فیملی کمیشن

جماعت اسلامی حلقہ خواتین

بسم الله الرحمن الرحيم

مرد و زن وابستہ یک دیگر اند

کائنات شوق را صورت گر اند

SHEIKH ZAYD ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF KARACHI

محترمہ عطیہ نثار صاحبہ

صدر ویمن اینڈ فیملی کمیشن سندھ

کراچی

آپ کے ارسال کردہ مسودات جو خواتین کے حقوق کے سلسلے میں ہیں میں نے مطالعہ کر لئے ہیں ان مسوات میں اسلامی قوانین ہیں اور قرآن و سنت کے حوالے سے خواتین کے حقوق پر جو مواد جمع کیا گیا ہے وہ اساسی نوعیت کا ہے اور اسی پر حقوق نسواں کے تمام مسائل متشرع ہوتے ہیں۔ حقوق نسواں کے حوالے سے مغربی پروپیگنڈا جو یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کئے ہوئے ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حوالے سے اعتدال نہیں پایا جاتا بلکہ یہاں تک کہنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا کہ عورتوں کے حقوق کے معاملے میں اسلام میں شدت، تنگ نظری اور تعصب پایا جاتا ہے، زیر نظر مسودات سے اس پروپیگنڈا کا موثر توڑ، جواب اور سدباب ممکن ہو گا

یہ بات بھی دیباچہ میں واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر قوم کا اپنا کلچر ہوتا ہے اور کلچر کے معاملات میں ہر قوم آزادی و خود مختاری کی علم بردار ہے اور عالمی سطح پر یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی کسی پر جبراً اپنا نظریہ اور اپنا کلچر مسلط نہیں کر سکتا کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے لہذا اسلامی تہذیب و ثقافت کا بھی اپنا انداز اور اپنی روایات ہیں جنہیں اپنانے اختیار کرنے اور جن کی حفاظت کرنے کا حق مسلم قوم کو فطری طور پر بھی اور UNO کے چارٹر کے تحت بھی حاصل ہے چنانچہ اسلامی کلچر میں اگر

بعض چیزیں ایسی بھی ہوں جو کسی اور کلچر میں ناپسندیدہ ہوں تو ہوا کریں اس پر اعتراض کرنا بے جا اور بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کے خلاف ہے۔ اگر بعض معاملات میں مسلم عورت کو وہ حقوق حاصل نہ بھی ہوں جنہیں مغربی معاشرہ حق سمجھتا ہے (جیسے ہم جنس پرستی وغیرہ) تو اسے مسلم خواتین کے حقوق میں کمی یا زیادتی نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام میں اسے حق تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ مسلم خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ حقوق کی بات کرتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ مخلوق کا حق وہی ہے جو خالق نے عطا کر دیا ہے۔ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ اور جسے خالق نے حق نہیں کہا اسے مخلوق کو بھی حقوق کے زمرے میں شامل نہیں کرنا چاہیے

واللہ اعلم الصواب

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ڈائریکٹر

دیباچہ

موجودہ زمانے میں حقوق نسواں کی تحریکیں، ادارے اور این۔جی۔اوز زور و شور سے عورتوں کو ان کے حقوق دلوانے کے لئے سرگرام ہیں۔ مختلف مباحثوں، سیمینار، کنونشن اور قرار دادوں کے ذریعے عورت کو شعور وادراک دیا جارہا ہے کہ اس کے کیا حقوق ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کا خاتمہ اور انہیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کرنا ہی ان تحریکوں کا ہدف ہے۔ اقوام متحدہ اس مقصد کے لئے وسائل اور فکری مواد دونوں فراخدلی کے ساتھ فراہم کر رہا ہے۔ ایسے تمام عناصر کو بہت محنت سے اجاگر کیا جارہا ہے جو عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے ہیں اس محنت اور غوطہ زنی کے نتیجہ میں جو نام سامنے آئے ہیں ان میں اسلام اور پاکستان بہت اہم ہیں۔ یہ کہا جارہا ہے کہ اسلام عورتوں سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔ اسلام کے معاشرتی ضابطے عورتوں کو فائدہ نہیں دیتے اس لئے اقوام متحدہ کے چارٹر کی دنیا کی تمام عورتوں کو پابندی کرنی چاہیے۔ دنیا کے تمام ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کو اپنی اقدار میں واضح تبدیلی کرتے ہوئے اس کو چارٹر کے مطابق ڈھال لینا چاہیے

ویمن اینڈ فیملی کمیشن اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جس رب نے ہمیں بنایا اور نعمتوں سے مالا مال کیا وہ اپنے بھیجے ہوئے دین میں کسی بھی مخلوق کے ساتھ کوئی امتیازی رویہ نہیں روا رکھتا (وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا (القرآن) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اسلام نے انہیں کیا حقوق دیئے ہیں اور جدید دنیا کی عورتوں کے حقوق کے لحاظ سے کیا صورتحال ہے اور ان سے امتیازی سلوک کیا ہے؟ ان سوالات کے اطمینان بخش جوابات حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی کی اسلام میں عورتوں کو دیئے گئے حقوق سے دنیا کو متعارف کرانے کی کوشش ہے۔ زیر نظر کتابچہ عورتوں کی ازدواجی حقوق سے متعلق ہے۔ اسلام میں عورتوں کو کون سے ازدواجی حقوق حاصل ہیں۔ دنیا میں عورتوں کی خود مختاری کی کیا صورتحال ہے؟ نیز عورتوں کی بہتر اور خوش آئند زندگی کا لائحہ عمل کیا ہو؟ زیر نظر کتابچہ ان تمام نکات پر بحث کرتا ہے

ویمن اینڈ فیملی کمیشن اپنے تمام ممبران خصوصاعطیہ نثار ویمن اینڈ فیملی کمیشن (سندھ) کا شکر گزار ہے، جن کی کاوشوں اور شبانہ روز جدوجہد کی وجہ سے یہ کام مکمل ہو سکا ہے۔

سمیحہ راحیل قاضی

صدر

ویمن اینڈ فیملی کمیشن

پیش لفظ

انسانی معاشروں میں افراد کے لئے اعمال و افعال کا یقین ان کی قدرتی صلاحیتوں، ان کے تعلیمی ہنر، ان کی کسی خاص شعبہ میں مہارت اور ان کے اجحانات کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے تاکہ ہر شعبہ زندگی سے زیادہ سے زیادہ کمک طلب کی جاسکے اور معاشرے کی مجموعی ضروریات پوری ہوسکیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمدن بھی ترقی پذیر ہوسکے۔ لوگوں کے لئے اپنا معاش تلاش کرنے کے لئے سب سے زیادہ معقول، مؤثر اور موزوں طریقہ کار بھی یہ ہی ہے۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے حقوق و اختیارات کے متعلق ایک مخصوص فلسفہ رکھا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے معاملات میں اسلام کبھی دونوں کے لئے ایک مؤقف اختیار کرتا ہے اور کبھی دونوں گروہوں کے لئے الگ الگ مؤقف اختیار کرتا ہے۔ اسلام پر تنقید کرنے والے اور خود کو عورتوں کے حقوق کے علمبردار سمجھنے والے افراد (مردو خواتین) یا گروپ اسلامی احکامات کو نہ صرف عورت کی مخالفت سمجھتے ہیں بلکہ ان ے خیال میں ان احکامات اور آداب سے عورت کی تذلیل ہوتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسلامی نظریات میں عورت کو وہ خودمختاری حاصل نہیں جو عورت کا حق ہے۔ اگر اسلام نے عورت کو مکمل انسان تسلیم کیا ہے تو پھر اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت کیوں دی ہے، اور طلاق کی اجازت صرف مردوں کو کیوں دی ہے۔ اس نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر کیوں قرار دیا ہے، اسلام نے مرد کو گھر کا سربراہ کیوں قرار دیا ہے۔ معاشی طور پر عورت کو مرد کا محتاج کیوں بنایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسلام ان اصولوں کو واضح کرتا ہے جو اسلام نے عورت کو خودمختار کرنے کے لئے بتائے

ہیں ساتھ ہی تمام انسانوں خصوصاً مسلمان نر د و عورت کی بہتری کے لئے بنائے گئے ضابطے بھی پیش کرتا ہے

عطیہ نثار

کنوینئر

ویمن اینڈ فیملی کمیشن (سندھ)

فہرست مضامین

- اسلام میں عورت کی خود مختاری
- شخصی خود مختاری
- معاشی خود مختاری
- مالی خود مختاری

1. مجلس نبوی میں اور بسا اوقات گفتگو میں شرکت
2. عورتوں کا سفر کرنا
3. عورتوں کا کھیل دیکھنا
4. عورتوں کے معاشرے کے مسائل میں دلچسپی: امام کے خطبے سے دلچسپی
5. عورتوں کا نیکی کے کاموں میں حصہ لینا
6. عورتوں کا ضروریات کے لئے گھر سے نکلنا
7. عورتوں کا مردوں کو نصیحت کرنا

- مذہبی خود مختاری
- سیاسی خود مختاری
- عورت اور خود مختاری کا نعرہ
- قدیم دور جاہلیت
- اسلام کا دور
- کیا خود مختاری حل ہے؟
- سفارشات
- حوالہ جات

اسلام میں عورت کی خود مختاری

اسلام ایک معتدل دین ہے، اسلام روح اور جسم کے تقاضوں کو بحسن خوبی پورا کرتا ہے، کام اور عبادت میں توازن، بے غرضی اور بقائے ذات میں توان کو اسلام عدل کہتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی سورۃ البقرہ آیت نمبر 228 میں فرماتا ہے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

"عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں"

عورت اسلام کی نظر میں مرد کی مد مقابل اور فریق ثانی نہیں ہے بلکہ مرد سے عورت کی تکمیل ہوتی ہے۔ عورت مرد کا ایک جزو ہے اور مرد عورت کا ایک جزو۔ اس مفہوم کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

بعضكم من بعض (آل عمران:159) "تم آپس میں ایک دوسرے کا جزو ہو

قرآن و حدیث کی ہدایات بنیادی طور پر مرد اور عورت دونوں کو مخاطب کرتی ہیں، انسانی کرامات و شرف سے لے کر تغیراتی قوانین تک تمام امور میں دونوں یکساں ہیں کچھ امور میں باہم فرق ہے انہیں پوری وضاحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے۔ ان چند استثنائی امور سے ہٹ کر بقیہ ہر جگہ مساوات وبرابری جلوہ گر ہے

امام ابن رشدؒ اسی مساوات سے متعلق فرماتے ہیں "اصل یہ ہے کہ جب تک شریعت کسی فرق کی وضاحت نہیں کر دیتی (مرد اور عورت) دونوں کے لئے حکم یکساں ہے"

شخصی خود مختاری

اسلام میں عورت کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا ہے اور اس کی ناموس کا احترام اور تحفظ بھی دیا گیا ہے۔ اسلام نے اس مرکزی حق کے لئے کئی احکام و قوانین بنائے ہیں عورت کی خود مختاری میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ عورت کی الگ شناخت اور شخصیت ہے اسلام عورت کی شخصیت کو پر اعتماد دیکھنا چاہتا ہے عورت کو ہر معاملے میں شخصی آزادی دیتا ہے اور اس کو کسی بھی طرح احساس کمتری نہیں دیتا۔

نبی پاک ﷺ نے نہ صرف مردوں کے لئے بلکہ عورتوں کے لئے بھی تعلیم کو ضروری قرار دیا بلکہ عورتوں کے لئے الگ دن مخصوص کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اس موقع سے بہت خوبی کے ساتھ فائدہ اٹھایا اور اتنا علم حاصل کیا کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ وہ اسلام کی آدھی تعلیم حضرت عائشہؓ سے لے سکتے ہیں۔ یہ جملہ کہہ کر آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو علم کے میدان میں امتیازی حیثیت دی۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد بھی حضرت عائشہؓ نے بڑی تعداد میں احادیث ہم تک پہنچائی۔ عورت اپنے بنیادی دائرہ کار گھر کی دنیا میں خود مختار ہے، وہ کیا پکائے، کھلائے یا کیا پہنچائیں اور کس طرح گھر کو چلائے، اسے اس کا اختیار ہے

معاشی خود مختاری

مسلمان عورت کو کسی بھی دور میں معاشی خود مختاری سے بے بہرہ نہیں کیا گیا۔ اس کی وراثت اسی کی ہوتی رہی ہے اور عورت کو کاروبار کرنے کی بھی اجازت دی گئی اور یہ بات بھی اس کے لئے ضروری نہ تھی کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ پیسہ ملا کر رکھے نہ ہی اس کے پیسے پر شوہر کی مرضی چلتی

تھی۔ چودہ سو سال پہلے ہی اسلام نے یہ خود مختاری عورت کو دی ہوئی تھی۔ عورت جائیداد بھی رکھ سکتی ہے، ملازمت، تجارت، زراعت و گلہ بانی کی بھی اجازت ہے۔

دور نبوی ﷺ اور صحابہ کی مثالوں سے ثابت ہے کہ حجاب کا حکم آجانے کے بعد مسلم خواتین کو ان کے مشغلوں اور کاروباروں سے نہ روکا گیا جو حجاب کا حکم آنے سے پہلے وہ کرتی تھیں۔ انہوں نے وہ کام بازاروں، گھروں اور کھیتوں میں جاری رکھے لیکن انہوں نے ایسا لباس استعمال کیا جو ان کی زیب و زینت کا پردہ دار ہوتا۔

- حضرت سودہ ؓ کو دباغت کا علم تھا اور جانوروں کی کھالوں کو دباغت دیا کرتی تھیں، فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہماری ایک بھیڑ مر گئی اور ہم نے تازہ اترتی ہوئی کھال کو دباغت دیا پھر اس میں کھجوریں بھر دیں (بخاری)
- حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حاکم نے "مستدرک" میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت زینبؓ بنت جحش دستکار خاتون تھیں، چمڑے کو دباغت دیا کرتی تھیں، اس کی سلائی اور مرمت کرتیں اور اللہ کے راستے میں صدقہ کرتیں
- حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی بیوی ایک ماہر کاریگر تھیں وہ گھر کے خرچ کے لئے اشیاء بنا کر فروخت کرتی تھیں کیونکہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ تبلیغ دین میں مصروف رہتے اور اپنی روزی نہ کما سکتے تھے ان سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ "تم اپنی آمدنی اپنے شوہر پر خرچ کرتی ہو" انہوں نے کہا "ہاں"، آپ ﷺ نے فرمایا "تمہیں اس کی جزا ملے گی" (طبقات ابن سعد ہشتم صفحہ 212)

- خولہ بن ثعلبہؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میرے شوہر کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور میں شوہر کی معاشی ضروریات خود پورا کرتی تھی۔
- ایک تاجر خاتون نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں ایک تاجر ہوں اور چیزوں کی خرید و فروخت کرتی ہوں، پھر آپ ﷺ سے تجارت کے متعلق کچھ سوالات پوچھے (طبقات ابن سعد جلد ہشتم صفحہ 238)
- اسماء بنت عکرمہؓ کے متعلق روایت کیا جاتا ہے کہ ان کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر روانہ کرتا اور یہ اسے فروخت کرتیں (طبقات ابن سعد جلد ہشتم صفحہ 220)

تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ عورتوں نے اپنے لئے کاروبار، تجارت یا دوسرے پیشے اختیار کئے اور وہ اس میں کامیاب رہیں

- آنحضرت ﷺ کی اپنی زندگی میں بہت سی عورتیں مختلف ہنروں کی ماہر تھیں یا مختلف کاروبار کرتی تھیں لیکن آپ ﷺ نے کبھی انہیں منع نہیں کیا (طبقات ابن سعد جلد ہشتم صفحہ 241-244)

گھریلو حالات اور معاشی دباؤ یا آمدنی میں اضافے کے لئے اگر عورتوں کو کارزار زندگی میں قدم رکھنا پڑے تو عورت کو ہنر مند بننے اور کاروبار کرنے سے اسلام نہیں روکتا ہے، مگر اس کے بتائے گئے اصول وضوابط کو توڑنے کی اجازت مرد وعورت کسی کو بھی نہیں دیتا۔

مالی معاملات میں بھی عورتوں کو مرد کے برابر رکھا گیا ہے۔ کاروبار میں اس کی حصے داری کو بھی تسلیم کیا گیا ہے، نیز اس کا بھائی، شوہر، والد یا بیٹا اس کی اجازت کے بغیر اس کی دولت و جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔

مالی خود مختاری

عورت اپنے مال میں اپنی مرضی سے خرچ کر سکتی ہے صدقہ و خیرات کر سکتی ہے۔ ہاں اگر مشورہ کر لے تو یہ اسلام میں پسندیدہ ہے۔ وراثت میں عورت کو حق دیا گیا ہے اور جو تناسب شریعت اسلامی میں رکھا گیا ہے وہ کسی تعصب یا کمتری کی وجہ سے نہیں بلکہ عین فطری تقاضوں کی بنا پر رکھا گیا ہے۔ جہاں عورت کی آدھی وراثت رکھی وہاں عورت کو نان ونفقہ کی ذمہ داری سے بری رکھا گیا۔ مہر کی رقم دینے پر مرد کو مجبور کیا گیا اور عورت کو مہر کی رقم پر تصرف حاصل ہے۔ ایک عورت کو شادی کے بعد شوہر سے نان ونفقہ وصول کرنے کے بعد بھی اپنے والد کی وراثت میں حقدار ٹھہرتی ہے اور اس کے بھائیوں کو حصہ ملتا ہے تو اسے بھی حصہ ملتا ہے جبکہ اس کے بھائی اس کے والد کی خدمت اور خرچ کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور وہ صرف وراثت کی ذمہ دار ہوتی ہے اسی طرح شوہر کے مال سے بیوی کو وراثت ملے گی جبکہ بچوں کی کفالت کی ذمہ داری شوہر کے باپ بھائی کے اوپر ہے۔ وراثت میں حاصل شدہ مال پر وہ خود مختار ہے خواہ اس سے کچھ بھی کرے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا کتابچہ عورت اور حق ملکیت)

سماجی خود مختاری

اسلام نے عورت کو شادی کے معاملات سے لے کر آخر تک خود مختاری دی ہے نکاح میں عورت کی رضامندی ضروری ہے، مہر کا معاملہ طے کرتے وقت عورت کی رائے کی اہمیت ہے، طلاق کے معاملات میں پابند کیا گیا ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں طلاق نہ دی جائے، ایک نشست میں

نہ دی جائے عدت کا انتظار کیا جائے۔ اسی طرح کے سماجی معاملات جو خاص طور پر عورتوں سے متعلق ہیں، میں انہیں مکمل اختیار دیا گیا ہے

اسلام ضرورت پڑنے پر عورت کو خلع کا حق بھی دیتا ہے (جو کہ وہ قاضی عدالت سے لے سکتی ہے) دیت اور نان نفقہ کی ذمہ داری مرد پر رکھی اور عورت پر صرف بچوں کی دیکھ بھال اور گھر کی ذمہ داری ہے۔ گھر کی ملکہ اسلام نے عورت کو بنایا ہے۔ گواہی کے معاملات کو عورت ہی کے لئے آسان کرنے کے لئے دو عورتوں کی گواہی رکھی

مگر سماجی زندگی میں عورتوں کی شرکت اور مردوں کے ساتھ معاملات و تعلقات کے سلسلے میں شارع حکیم نے کچھ آداب مقرر کئے ہیں۔ پردہ مقرر ہونے سے پہلے ازواج مطہراتؓ اور تمام مسلم خواتین زندگی کے عمومی اور خصوصی میدانوں میں مردوں کے ساتھ میل و ملاقات اور سماجی زندگی میں شرکت کرتی تھیں۔ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی وہ گردو پیش کی زندگی سے کنارہ کش نہیں ہوئیں بلکہ تمام امور پردہ کے ساتھ ہی انجام پاتے تھے۔ پردے کی فرضیت نے زندگی میں شرکت کی راہ بند نہیں کی بلکہ اس کی حدیں مقرر کر دیں

1: مجلس نبوی میں اور بسا اوقات گفتگو میں شرکت

- ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام جعرانہ پر قیام پذیر تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس تھا اور حضرت بلالؓ بھی ساتھ تھے، ایک اعرابی کہنے لگا آپ ﷺ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا نہیں کریں گے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا خوشخبری قبول کرو۔ اس نے کہا آپ ﷺ نے بہت خوشخبریاں دیں۔ آپ ﷺ غصے کی حالت

میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اس نے خوشخبری لوٹا دی تم دونوں قبول کرلو" ان دونوں نے کہا ہم نے قبول کرلیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ طلب فرمایا اس میں اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ مبارک کو دھویا اور اس میں اپنا منہ کا پانی ڈال دیا پھر فرمایا تم دونوں اسے پی لو اور اپنے چہرے اور گلے پر انڈیل لو اور خوشخبری لے لو، ان دونوں نے پیالہ لے کر ویسا ہی کیا ام سلمہ (ام المومنین) نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچالو ان دونوں نے ان کے لئے بھی کچھ بچالیا (بخاری و مسلم)

وضاحت: ایک مسلم معاشرے کی سماجی سرگرمیوں میں عورت بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں جبکہ خاتون باپردہ ہیں اور پردہ ان کی سماجی سرگرمیوں میں رکاوٹ نہیں ڈال رہا۔

- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرامؓ جن میں حضرت سعدؓ بھی تھے گوشت کھانے لگے تو ازواج مطہرات میں سے کسی نے کھانے سے ٹوکا کہ یہ تو گوہ کا گوشت ہے۔ انہوں نے ہاتھ روک لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا "کھاؤ کھاؤ وہ حلال ہے" یا آپ ﷺ نے فرمایا "کوئی حرج نہیں ہے البتہ وہ میری غذا نہیں ہے" (بخاری و مسلم)

یعنی مسلم خواتین نہ صرف صحبت نبوی سے فیض اٹھاتی تھیں بلکہ اگر ضرورت محسوس کرتیں تو مردوں کے باہم کاموں میں مشورہ بھی دیتی تھیں اور گفتگو میں شریک بھی ہوتی تھیں

2: عورتوں کا سفر کرنا

- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جن کے نام کا قرعہ نکلتا ان کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ حضرت

عائشہ فرماتی ہیں ایک غزوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے قرعہ اندازی کی، میرے نام سے قرعہ نکلا میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر کے لئے روانہ ہوئی۔(بخاری و مسلم)

- حضرت مسور بن مخرمہؓ اور حضرت مروان روایت کرتے ہیں دونوں ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے موقع پر رسول ﷺ نکلے جب کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ﷺ حضرت ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کے اس رویہ کا ذکر کیا(بخاری)

مسلم معاشرہ عورت کے سفر کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگاتا چاہے سفر میں خطرات و مشکلات ہی کیوں نہ درپیش ہوں

3: عورتوں کا کھیل دیکھنا

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں عید کا دن تھا اہل حبش تلواروں اور ڈھالوں سے کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرے رخسار آپ ﷺ کے رخسار پر تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے "اے بنو ارفدا کھیل جاری رکھو" جب میں اکتا گئی تو پوچھا: کیا بس؟ میں نے کہا "ہاں" فرمایا تو جاؤ(ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: نو عمر کی کھیل کی شوقین لڑکیوں کی رعایت کیا کرو)(بخاری و مسلم)

4:عورتوں کے معاشرے کے مسائل میں دلچسپی: امام کے خطبے سے دلچسپی

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتی تھی، حضور ﷺ سے میں نے نہیں سنا تھا۔ ایک دن باندی میرے سر میں کنگھا کر رہی تھی کہ میں نے حضور ﷺ کی آواز سنی: اے لوگو! میں نے باندی سے کہا "چھوڑ دو" وہ بولی "حضور ﷺ نے مردوں کو

آواز دی ہے عورتوں کو نہیں " میں نے کہا " لوگوں میں میں بھی ہوں "۔ رسول ﷺ نے فرمایا: "حوض کوثر پر تم لوگوں سے پہلے میں موجود رہوں گا تو تم میں سے کوئی اس طرح میرے پاس نہ آئے کہ اس کو مجھ سے دور کر دیا جائے جس طرح بھٹکے ہوئے اونٹ کو دور کر دیا جاتا ہے۔" میں پوچھوں گا کہ کیوں دور کیا جارہا ہے؟ کہا جائے گا آپ ﷺ کو نہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں دین میں پیدا کر دی تھیں تو میں کہوں گا" دور رہو" (مسلم)

5: عورتوں کا نیکی کے کاموں میں حصہ لینا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے زینب بنت جحش سے زیادہ کسی خاتون کو خیر کے کاموں میں پیش پیش، اللہ سے خائف، راست گو، صلہ رحم، خوب صدقہ کرنے والی اور اللہ سے تقرب والے کاموں میں خود کو مٹا دینے والی نہیں دیکھی (مسلم)

6: عورتوں کا ضروریات کے لئے گھر سے نکلنا

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہؓ کسی کام سے باہر نکلیں وہ بھاری بھر کم تھیں متعارف لوگوں سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے انہیں دیکھ لیا اور آواز دی: "اے سودہؓ! خدا کی قسم آپ ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں، آپ کس طرح نکل رہی ہیں"۔ وہ فرماتی ہیں کہ "میں الٹے پاؤں لوٹ گئی" رسول ﷺ میرے گھر میں رات کا کھانہ تناول فرما رہے تھے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں ہڈی والا گوشت تھا میں داخل ہوئی اور کہا "یارسول اللہ! میں کسی ضرورت سے باہر نکلی تھی عمر نے مجھے یوں کہا" وہ کہتی ہیں کہ پھر رسول

ﷺ پر وحی ختم ہوئی ت و گوشت کا ٹکڑا آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی ضروریات کے لئے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے (بخاری و مسلم)

7: عورتوں کا مردوں کو نصیحت کرنا

حضرت اسودؓ راوی ہیں کہ قریش کے کچھ نوجوان حضرت عائشہؓ کے پاس آئے، حضرت عائشہؓ منیٰ کے مقام پر تھیں وہ نوجوان ہنس رہے تھے، حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیوں ہنس رہے ہو انہوں نے کہا کہ فلاں شخص خیمہ کے تناب پر گر گیا اسک ی گردن اور آنکھ ختم ہوتے ہوتے بچی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے اسے جیسے ہی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے لئے نیکی کا ایک درجہ لکھا جاتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے (مسلم)

مذہبی خود مختاری

مذہبی خود مختاری عورت کو حاصل ہے نماز کی جتنی رکعتیں مردوں کے لئے ہیں اتنی ہی عورتوں کے لئے۔ اسی طرح ثواب میں بھی مرد مساوی ہے بلکہ مرد پر امامت کی ذمہ داری ہے عورت پر نہیں، مرد پر جماعت لازم ہے عورت پر نہیں اور یہ سہولیات اسلام میں اس کو ذمہ داریاں بحیثیت ماں، بیوی کے نبھانے میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ روزے کا معاملہ بھی بالکل یہی ہے۔ روزے کے اوقات بھی دونوں کے لئے یکساں ہیں اور فرض روزے کے لئے اس کو کاوند کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور کوئی اس کو فرض روزہ ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

مساجد جانے کا حق بھی دیا اسلام نے اور مردوں کو حکم سے کر کہا ہے کہ اگر تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو دے دو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پکار جو ربّ کی طرف سے

ہے اس میں مرد اور عورت دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ ربّ العزت نے معاشرے کے سدھار اور اس کو درست رکھنے کی ذمہ داری عورت اور مرد دونوں کے کندھے پر رکھی ہے۔ لہذا عورت کو ریاست کے معاملات سدھارنے کی بھی ذمہ داری ہے بشرطیکہ وہ اپنی ماں اور بیوی کی حیثیت سے دی گئی ذمہ داری کو پیچھے نہ ڈالے

سیاسی خودمختاری

اسلام نے عورت کو سیاسی معاملات میں آزادی رائے دی ہے اور سیاسی شعور کی بناء پر ریاستی معاملات میں اپنے موقف کی وضاحت کرے

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان انتخاب کے مسئلے میں مدینہ میں موجودہ اصحاب کے ساتھ ساتھ صحابیات سے ان کے گھروں پر جا کر رائے لی گئی اور ان کی رائے کو شامل کرنے کے بعد فیصلہ کیا گیا۔ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے دور میں بھی بہت سے معاملات میں صحابیات اور امہات المومنین کی رائے پر ریاستی پالیسی طے کی گئی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ صرف خواتین کی نمائندہ بن کر ایک بات کہنے کا حق رکھتی ہیں۔ مرد صرف مردوں کی ہی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ اسلامی اصول جنس کی تقسیم و تفریق سے بلند ہے اس کی بنیاد عدل اور توازن ہے۔ اگر اللہ کا تقویٰ ہمارے اعمال کی بنیاد ہے تو اسکا مطالبہ دونوں سے یکساں ہے۔ بھلائی کے قیام میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں یہ تعاون سیاسی بھی ہے معاشی بھی، معاشرتی، ثقافتی اور تعلیمی بھی۔ مسلم خواتین کا فرض ہے کہ ملک و ملت کی سربلندی کے لئے دین کی ہدایت کی روشنی میں اپنے لئے لائحہ عمل طے کریں

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا کتابچہ "عورت اور سیاسی حقوق")

اسلام کے تمام قوانین، اصول و روایت مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں اور معاملات میں دونوں کے باہم تعلقات اور احترام کا یکساں خیال رکھا گیا ہے۔ مثلاً قانون شہادت، وراثت کی تقسیم، عورت و کفالت، سربراہی، اسقاط حمل، نکاح و طلاق، تعلق مرد وزن وغیرہ۔ اسلام میں مردوں اور عورتوں دونوں کی الگ الگ ذمہ داریاں ہیں

جب معاشرہ کسی پر ذمہ داری ڈالتا ہے تو اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہوتا کہ دوسرے ہر قسم کے اداروں اور شعبوں سے اس کا رابطہ منقطع کر دیا جائے۔ اس کا اصل مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ اس شعبے میں وہ اپنی صلاحیتوں اور دل و دماغ کو سب سے زیادہ استعمال کرے اور اپنے آپ کو اس میں کامل مشغول رکھے۔ ہر فرد کل کا جزو ہے، ہر فرد کو ایک ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کل کا ہر جزو اپنے اپنے ذمہ فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے۔ کسی ایک جزو کی غفلت اور لاپرواہی چاہے اس کی نوعیت کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو معاشرتی توازن میں دراڑیں پیدا کر سکتی ہے۔ یہ اس لئے کہ معاشرہ ایک وحدت ہے اور اس وحدت کی ترقی و استحکام کے لئے ہر ایک جزو کو ہمی وقت متحرک و متحد رہنا چاہیے۔ ایک مرکزی حکومت اور ایک معمولی کارخانے کے درمیان بے شمار تنظیمیں، ادارے اور دفاتر حائل ہوتے ہیں، مثلاً صنعتی، تعلیمی اور معاشی ادارے، ان میں سے ہر ایک الگ الگ اور ممتاز محسوس ہوتا ہے لیکن یہ تمام ادارے ایک بڑے دائرہ کار کا حصہ ہیں اور وہ ادارہ اپنے تسلسل کے لئے ان چھوٹے اداروں کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح ہر شخص اپنے جسم کے مختلف اعضاء کا محتاج ہوتا ہے۔ ان اداروں، ان انجمنوں اور گروہوں میں سے کوئی بھی اپنے طور پر تمام مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ ان کی کامیابی تمام دیگر اداروں کے تعاون و اشتراک سے مشروط ہے

خاندان فرد کی جسمانی و ذہنی نشو و نما کا ذمہ دار ہے، اسکول اور جامعات فرد کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترقی اور نشو و نما کا باعث بنتے ہیں۔ میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن قسم کے ادارے فرد کی صحت اور اس سے متعلقات کا خیال رکھتے ہیں اور عدالتیں اس کے مفادات اور حقوق کی نگرانی کرتی ہیں۔ اسی لئے فرد مختلف اوقات میں مختلف اداروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لئے تعلیمی اداروں کا رخ کرتا ہے، تجارت کے لئے مارکیٹوں کے چکر لگاتا ہے، ملازمت کے لئے کھیتوں، فیکٹریوں اور کارخانوں میں جاتا ہے اور اپنے حقوق کی نگہداشت کے لئے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ اس طرح فرد کی احتیاجات تمام معاشرے میں پھیل جاتی ہیں اور وہ کسی حالت میں بھی اپنے آپ کو ایک شعبے تک محدود نہیں رکھ سکتا۔ مثال کے طور پر کوئی بھی کسان اپنی تمام زندگی کی صرف کھیت کھلیان تک محدود نہیں رکھ سکتا۔ کوئی بھی طالب علم اپنے اقرباء اور کرم فرماؤں کو چھوڑ کر مطالعے تک محدود نہیں رہ سکتا، کوئی منصف اور جج تمام زندگی عدالت کی چار دیواری میں مقید نہیں رہ سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ کوئی بھی معاشرہ فرد کو اداروں سے روابط استوار کرنے میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا جو اس کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں

اسی طرح اسلام نے عورت کے سر پر گھر کی ذمہ داریوں کا تاج رکھا ہے لیکن اس کی فکری و عملی سرگرمیوں کو صرف گھر تک محدود نہیں رکھا اور نہ ہی اس کو اس کے معاشرتی حقوق سے محروم کیا ہے بلکہ وہ تو اسے معاشرے میں بامقصد اور کامیاب زندگی کے راستے پر ڈالنا چاہتا ہے

اسلام عورتوں اور مردوں کو بحیثیت انسان یکساں اکرام دیتا ہے اور برابری اور مساوات کو تسلیم کرتا ہے، برابری کا مطلب بالکل یکساں ہونا نہیں، حقوق و فرائض ایک قسم کے نہیں ہوتے ہیں ۔ بلکہ ان کی نوعیت الگ الگ ہے

ایک باپ کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی تمام دولت اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے اگرچہ دولت کی شکل یکساں نہ بھی ہو۔ مثال کے طور پر باپ کے پاس دولت مختلف شکلوں میں موجود ہے فرض کیا کہ اس کا ایک کارخانہ ہے، کچھ زرعی زمین ہے، کچھ جائیداد بھی ہے لیکن اپنے بیٹوں کے مزاج اور ذہانت کو سمجھنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ وہ اس نتیجے تک پہنچے کہ ایک کاروباری معاملات بہتر انداز میں چلا سکتا ہے، دوسرا زراعت کے امور سے بحسن وخوبی نپٹ سکتا ہے اور تیسرا جائیداد کے امور کو ترقی دے سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی زندگی کے دوران ہی اپنی دولت اپنے بیٹوں میں تقسیم کرنا چاہے اور اس کے ذہن میں یہ بات بھی ہو کہ وہ بچوں کے ذہن کے مطابق ان کے درمیان جائیداد بھی تقسیم کرے تو وہ باآسانی یہ کام کر سکتا ہے کیونکہ اسے اپنے بیٹوں کی ذہانت وصلاحیت کا بھرپور علم ہے۔

اسلام نے عورتوں اور مردوں کو بالکل ایک قسم کے حقوق و فرائض نہیں دیئے۔ جہاں بھی اس نے عورت کے حقوق و فرائض مرد کے حقوق و فرائض سے مختلف رکھے ہیں وہاں عورت کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں بلکہ وہ عورت کی فطرت، قوت اور اسکی استعداد کے مطابق ہے مثلاً وراثت میں مرد کا حصہ دوگنار کھا گیا ہے مگر بچوں اور اہل خانہ کی کفالت کی ذمہ داری بھی مرد ہی پر عائد کی گئی ہے اور عورت کو اس کے بچوں سمیت کسی بھی فرد کی کفالت سے بری الذمہ کیا گیا ہے چاہے وہ صاحب جائیداد ہی ہو۔ مسلمان عورت کی آدھی وراثت اس کی ذاتی ملکیت ہے جس میں سے کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ اس کے مقابلے میں آج کی عورت جس نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے حقوق حاصل کئے ہیں (ملازمت کرنے کا حق، بے مہار آزادی کا حق، مردوں کے برابر وراثت کا حق وغیرہ) اس کو وراثت میں تو مرد کے برابر حصہ مل جاتا ہے مگر اپنی اور اپنے اہل و اعیال کی مکمل ذمہ داری اسی کی ہوتی ہے۔ آدھی وراثت اور ذمہ داری کی کوئی نہیں جبکہ دوسری طرف وراثت مرد کے برابر اور ذمہ

داری بھی برابر بلکہ اکثر اوقات ذمہ داری صرف تنہا عورت پر ہی ہوتی ہے اب یہ ذمہ داری حق ہے یا بوجھ؟ اس پر گور کرنے کی ضرورت ہے

اسلام نے گواہی کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے اور مرد گواہ نہ ہونے کی صورت میں ایک کے بجائے دو عورتوں کی گواہی پیش کرنے کا کہا گیا ہے جبکہ حساس حالات میں عورت کی گواہی بھی اتنی ہی اہم قرار پاتی ہے جتنی مرد کی مثلاً قتل (ایک عورت کی گواہی تسلیم کی جائے گی کہ اس نے قتل ہوتے دیکھا ہے) حمل کے لئے ایک عورت کی گواہی تسلیم کی جائے گی کہ اس کے وجود میں پرورش پانے والا بچہ فلاں مرد کا ہے۔ گواہی ایک مشکل ذمہ داری ہے نہ کہ حق گواہان کو اکثر اوقات دھمکیوں اور خطرات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اس لئے اس ذمہ داری کو اپنے ذمہ لینے سے پہلے عورتوں کو خود ضرور سوچنا چاہیے کہ جو سہولت خالق کائنات اور خالق عورت نے عورت کو عطا کی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے اتنی بے چینی؟ کیا اس کو فائدہ دے گی؟ یا خسارہ؟ اسقاط حمل کو اسلام غلط قرار دیتا ہے الّا یہ کہ خصوصی صورتحال ہو۔ مثلاً عورت کی صحت وزندگی خطرے میں پڑ جائے، جہاں تک عورت کے حق کی بات ہے تو یہ حق کسی کا بھی نہیں نہ مرد کا نہ عورت کا۔

اسی طرح نظام مملکت چلانے کے لئے اسلام نے بحیثیت سربراہ مرد کو فوقیت دی ہے (تمام امور مملکت چلانے کے لئے اسلام نے بحیثیت سربراہ مرد کو فوقیت دی ہے۔ تمام امور مملکت چلانے کے لئے عورت کے انتخاب کو اسلام عورت اور مملکت دونوں کے لئے ظلم کہتا ہے)

"کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا" (القرآن)

جہاں تک جنسی مساوات کا تعلق ہے، مرتبہ و حقوق کے لحاظ سے تو یکسانیت ہونی چاہیے اور اسلام کی تعلیمات بھی یہ ہی ہیں (اور عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی اس کے حقوق ہیں (سورۃ

البقرۃ- 228) مگر یہ کہنا کہ سب کام سب کو کرنے چاہییے اس لئے کہ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور سر کی تعداد عورت و مرد کی برابر ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر آپ کسی ادارے میں کارکنان کو افسر اعلی بنا دیتے کہ سب برابر ہیں اور کوئی ورکر نہ بچے۔ اور کرکٹ ٹیم کے لئے عمر، قد، صحت اور کھیلنے کی صلاحیت کی شرطیں ختم کر دیتیں کہ سب برابر ہیں

کسی بھی کام کو پایا تکمیل تک پہنچانے کے لئے تقسیم کار اور شرائط طے کئے جاتے ہیں، اس طرح اس دنیا کے نظام کو توازن سے چلانے کے لئے ایک ضابطہ کار اور اس میں شریک دونوں طرح کے کارکنان کے لئے اپنے اپنے دائرہ میں کاموں کی تقسیم بھی سمجھا دی گئی ہے۔ ہر دو طرح کے کارکنان کا کام اپنی اپنی جگہ اہمیت اور قدر قیمت کا حامل ہے شرط یہ ہے کہ کوئی ایک دوسرے کے دائرہ کار میں دخل اندازی بلاضرورت نہ کرسکے گا لیکن ان کامل ہدایات کے باوجود انسانوں میں سے کچھ اللہ کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات (اسلام) کے نظام میں ہر وقت تحقیق کی فکر میں رہتے ہیں۔ جبکہ اللہ کی ہدایت اول تقدیس کی حق دار ہے۔ تقدیس اگر ہو گی تو تحقیق بھی صحیح رخ پر کی جائے گی

اللہ تعالیٰ نے عورت کو کمتر مخلوق نہیں کہا بلکہ صنف ناز کہا (یہ آبگینے ہیں) اور مرد کو برتر مخلوق نہیں کہا بلکہ صنف قویٰ کہا اور اس لحاظ سے معاشرے کے کاموں کی تقسیم رکھی۔ وہ کام جو سخت محنت کا تقاضا کرتے ہیں وہ مرد کے سپرد کئے اور جس میں مسلسل محنت کی ضرورت ہے وہ عورت کے سپرد کئے

عورت اور خود مختاری کا نعرہ

عورت کی خود مختاری کا نعرہ اقوام متحدہ نے لگایا جس کی UNIFEM نے سربراہی کی اور NGO's نے اس نعرے کی پشت پناہی کی۔ ان نعروں کی کیا عورت کو واقعی ضرورت ہے؟ اگر ہے تو یہ ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور کیا ان نعروں سے عورت کے مسائل حل ہو گئے۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے

قدیم دور جاہلیت

یونانیوں اور رومیوں کے دور میں تہذیب و تمدن اور علوم و فنون میں تو ترقی ہوئی مگر ان کے ہاں بھی عورت کا مقام بہت ہی پست تھا۔ ان کا قول تھا" آگ سے ل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے" غلاموں کی طرح عورت کا مقصد بھی خدمت اور چاکری سمجھا جاتا تھا۔ مرد اسی غرض سے شادی کرتا تھا۔ وہ کسی عہدے کی اہل نہیں سمجھی جاتی تھی رومی سلطنت میں اس کو قانونی طور پر کوئی حق حاصل نہیں تھا

یورپ تو اس وقت مساوات مرد وزن کا سب سے بڑا دعویدار ہے لیکن اسی یورپ میں ایک صدی سے کچھ پہلے تک عورت، مرد کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی انگلستان کے قانون کی رو سے شادی کے بعد عورت مرد کی شخصیت کا ایک جزو بن جاتی ہے۔ مرد چاہے تو عورت کو بیچ ڈالتا، حق وراثت سے محروم کر سکتا تھا لیکن بیوی کی جائیداد کا وہ جائز حقدار سمجھا جاتا تھا۔ انگلستان کا قانون عورت کی حیثیت اتنی بھی باقی نہیں رہنے دیتا جو اکثر ممالک میں غلاموں کی تھی

15 ویں صدی سے ہی یورپ اور دوسرے ممالک سے آوازیں اٹھنا شروع ہوئیں کہ عورت مرد کی تنزلی کی ذمہ دار، اس کی راہ کی رکاوٹ ہے۔ عیسائیت نے اس بات کو خوب فروغ دیا اور مردوں کی پھر یہ کوشش رہی کہ عورتوں پر حکومت کریں جس کی وجہ سے انہوں نے عورتوں کو آگے نہ آنے دیا۔ تہذیب و تمدن نے ایسی ایسی کہانیاں اور روایتیں گھڑیں اور عورتوں نے اس کو تکلیف کے ساتھ برداشت کیا۔ عیسائیت جیسے مذاہب نے تو عورت پر الزام ہی رکھا۔

اس کا اندازہ طرطولین کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے "عورتو! تم نہیں جانتیں کہ تم میں سے ہر ایک حوّا ہے۔ خدا کا فتوہ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی تم میں موجود ہو تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہو گا تم تو شیطان کا دروازہ ہو تم ہی نے آسمان سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا"

اسلام کا دور

اسلام سے پہلے کی عورت کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس کو جانوروں کی طرح خریدا اور بیچا جاتا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات اس کو ان حقوق سے بھی محروم رکھا گیا جن سے اس زمین پر سانس لینے والا ہر متنفس بہرہ مند ہے۔ لڑکی کی پیدائش ہی ان کے لئے غم کا پیام تھی

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: "قسم بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لئے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا مقرر کیا"

لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے اسی طرح طلاق پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ مرد جب چاہتا جتنی مرتبہ چاہتا طلاق دیتا اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرتا۔ خاوند کے انتقال کے بعد اس کے

ورثاء کا عورت پر پورا حق ہوتا چاہتے تو شادی کرتے ورنہ کسی دوسرے سے شادی کر دیتے یا ہونے ہی نہ دیتے۔ بیوہ کے مال پر قبضہ کرنے کے لئے اس کو دوبارہ ازدواجی زندگی سے محروم کر دیتے۔ وراثت میں حصہ نہ تھا، سوتیلی ماں سے شادی کرنا معیوب نہ تھا۔

اسلام نے آکر دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد و عورت دونوں کی محتاج ہے۔ عورت اس لئے نہیں کہ اس کو دھتکارا جائے۔ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کے مقام سے اتنی تیزی سے اٹھایا اور حقوق و مراعات سے نوازا کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "نبی ﷺ کے زمانے میں ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرتے اور بے تکلفی برتتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے بارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔ جب نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا تو ہم ان کے ساتھ بے تکلف رہنے لگے"

اس صنف کو حق زیست حاصل نہ تھا اسلام نے عورت کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اس کو حقوق دلوائے۔ ماں کو درجہ دیا، بیٹی کی پرورش پر اجر دیا، لڑکیوں کے زندہ دفن کرنے وعیدیں، بیوی سے حسن سلوک کی تاکید، مطلقہ سے بہترین سلوک، بہترین صدقہ مطلقہ بیٹی کی کفالت کو بتایا۔ عورتوں نے تجارت بھی کی، تعلیم میں بھی عورتوں کے شوق کع مدنظر رکھا۔ ان اسلامی تعلیمات مئ فکر و عمل میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ دنیا نے دیکھا جو دیکھا اور تاریخ گواہ ہے کہ وہ عورتوں کے عروج کا دور تھا۔

مغرب اور عورت کی خود مختاری

قدیم دور جاہلیت جدید دور جاہلیت میں بدل گیا ظلم کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ عورت ایک طویل عرصے سے اس چکی میں پستی چلی آ رہی تھی جب اس کی مظلومیت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو اس کے نتائج بھی انتہائی مشکل میں نمودار ہونے لگے۔ عورتوں کی آزادی کے نعرے لگنا شروع ہوئے۔ کئی

مسلمان عورتوں کو UN اور NGO's کے یہ نعرے بہت پر کشش لگے، اس لئے نہیں کہ اسلام نے انہیں خود مختاری نہیں دی بلکہ اس لئے کہ وہ اسلام کی دی ہوئی خود مختاری سے لا علم ہیں۔ مگر مغربی یلغار نے اپنے شکار کو پکڑ لیا اور عورت بلکہ مسلمان عورت بھی اس کے جال میں پھنس گئی۔

مساوات مرد وزن کے نعرے زیادہ پرانے نہیں 1975 کو UN نے عالمی عورتوں کا سال مقرر کیا اور اسی عشرے کو 1975-1985 کو عورتوں کی صدی کہا گیا جس میں international agencies نے اپنا سارا مرکز عورتوں کے مسائل ہی کو ٹھہرایا۔

1985 میں Nairobi میں کانفرنس ہوئی پھر Cairo کی عالمی کانفرنس 1994 جس میں عورت کی خود مختاری پر ہی پورا Focus تھا اور ان کانفرنسوں کے ذریعے Beijing Draft کے لئے میدان ہموار کیا گیا ذہن سازی کی اور 1995 میں بیجنگ ڈرافٹ پیش کیا گیا

جس کے نکات مندرجہ ذیل ہیں

1. مرد و عورت میں کوئی فطری فرق موجود نہیں ہے۔
2. عورتوں کے روایتی کردار یعنی بحیثیت ماں، بیوی، بیٹی وغیرہ کو اس ڈرافٹ میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔
3. اسمبلیوں اور دیگر منتخب اداروں میں خواتین کا کوٹہ 50٪ ہونا چاہیے
4. معاشرے کے ڈھانچے کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ مرد و عورت میں برابری وجود میں آسکے
5. ملازمتوں میں 50٪ کوٹہ عورتوں کے لئے مخصوص کیا جائے
6. بچے پیدا کرنے کا حق عورت کو ملنا چاہیے یعنی اس پر خاوند یا کسی اور کا دباؤ نہ ہو، اپنی مرضی ہو چاہے تو بچے کو جنم دے اور چاہے تو نہ دے
7. اسقاط حمل کو جائز قرار دیا جائے اور اس کا حق عورت کے پاس ہونا چاہیے

8. عورتوں کو ہم جنس پرستی کی قانونی اجازت دی جائے اسی طرح جسم فروشی کی بھی قانونی اجازت ہونی چاہیے

9. اس ڈرافٹ میں شادی نکاح وغیرہ کی حوصلہ شکنی کی گئی

10. اس میں بنیاد پرستی، مذہب پر تنقید ہے کہ یہ عورت کی آزادی میں رکاوٹ ہیں

اسی بیجنگ کانفرنس سے پہلے ستمبر 1994 میں پاکستانی سینیٹ کی ایک قرارداد کے ذریعے خواتین انکوائری کمیشن قائم کیا گیا جس کا مقصد پاکستانی خواتین کے بارے میں کتاب وسنت کی روشنی میں مؤثر سفارشات تیار کرنا تھا۔ اس کمیشن نے 180 صفحات پر مشتمل رپورٹ سینیٹ میں پیش کی۔ اس کی سفارشات کیا تھیں در اصل اقوام متحدہ کے دیئے ہوئے ایجنڈے کو بروئے کار لانے کا ایک ذریعہ تھیں

- حدود قوانین کو ختم کیا جائے اور وفاقی شرعی عدالت کو بھی ختم کیا جائے
- عورت اور مرد کے درمیان ہر قسم کے منفی امتیاز کا خاتمہ کیا جائے
- خاوند کی موت کی شکل میں بہو کا جائیداد میں اتنا حصہ دیا جائے جو کہ اگر اس کا شوہر زندہ ہوتا تو اس کو ملتا۔ عورت کو وراثت مرد کے مساوی دی جائے، اسی طرح پینشن میں بھی عورت کا حصہ مرد کے مساوی کیا جائے۔
- سولہ سال کی عمر میں بچی کی شادی کرنے پر ولی کو 3-5 سال تک کی قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے لیکن اگر لڑکی کی مرضی سے کم سنی میں شادی کی گئی ہے تو پھر قابل مواخذہ نہیں ہے
- عورت کو سیاسی اداروں میں 33٪ نمائندگی دی جائے

- مخلوط تعلیم کی کھلی اجازت ہو، تمام افواج، پولیس، ادارے، دفاتر، انڈسٹریز میں عورت کو برابری کی بنیاد پر ملازمت دی جائے
- شناختی کارڈ پر خواتین کی تصاویر چسپاں کرنا ضروری قرار دیا جائے
- غیر مسلم سے شادی کرنے پر کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا جائے
- دیت کے معاملے میں مرد و عورت میں برابری ہو پھر دیت کی رقم کی تقسیم میں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کا حصہ یکساں ہو
- اسقاط حمل کا قانونی حق دیا جائے کہ 120 دنوں تک جب چاہے جہاں چاہے وہ حمل ساقط کروا سکتی ہے اور اگر زنا کے نتیجے میں ظاہر ہوا ہے تو پھر اس مدت کے بعد بھی اسقاط کی اجازت دی جائے
- اسلام کا قانون شہادت ختم کیا جائے اور عورت کی گواہی مرد کے برابر تسلیم کی جائے
- قحبہ گری کرنے والی خواتین مجرم نہیں بلکہ مظلوم ہیں، ان کو سزا نہ دی جائے بلکہ ان کے معاشی اخراجات وہ لوگ برداشت کریں جو ان سے یہ پیشہ کرواتے ہیں
- ضبط ولادت کے لئے عورت کو اسقاط اور نس بندی کی غیر مشروط اجازت دی جائے
- مرد کی دوسری شادی پر سخت پابندی ہو ایسا کرنے پر اسے پانچ سال قید بامشقت اور دو لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا جائے اور پہلی بیوی کو حق حاصل ہو کہ وہ خود بخود طلاق لے لے
- زنا بالرضا کی سزا پانچ سال ہو اور زنا بالجبر کی سزا عمر قید ہو (یہ سزا صرف مردوں کے لئے ہو کیونکہ عورت تو بہر حال مجبور اور کمزور ہے)
- مرد عورت کو حقوق زاجیت ادا کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا، اگر وہ زبردستی حق زوجیت ادا کرے تو اسے تعزیری جرم قرار دیا جائے

- کم سن بیوی کے ساتھ جنسی وظیفہ کو ریپ(rape) قرار سے کر ان پر سخت سزائیں دینے کی سفارش کی
- نکاح کے وقت عورت کو تفویض طلاق کا حق دیا جائے

کیا خود مختاری حل ہے؟

جس خود مختاری کی باتیں بیجنگ ڈرافٹ اور خواتین انکوئری کمیشن کے ذریعے پیش کی جارہی ہیں، کیا عورت کے مسائل حل کر سکتے ہیں؟

مرد وعورت میں کوئی فطری فرق موجود نہیں

عورتوں اور مردوں کی جسمانی بناوٹ کا اگر جائزہ لیا جائے تو مرد کو مضبوط اعضاء اور بناوٹ عطا کی گئی ہے، نیز زیادہ وزن، قد اور دماغی مقدار عطا کی گئی ہے۔ یہ باے یں ثابت کرتی ہیں کہ زیادہ سخت اور محنت طلب کاموں کے لئے بنایا گیا ہے۔ دماغ کا وہ حصہ جس کا تعلق جذبات سے ہے اس کی مقدار عورت میں زیادہ ہے اور دماغ کا وہ حصہ جس کا تعلق سمجھ بوجھ اور استدلال سے ہے اس کی مقدار مرد میں زیادہ ہے۔ اس کے بر خلاف عورت کو وہ اعضاء دیئے گئے ہیں جن کی بدولت وہ اپنے وجود میں ایک بچے کا وجود بھی سنبھال سکتی ہے اور اس کو دودھ بھی پلا سکتی ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ کام اس کی ذمہ داری ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں عورت و مرد کے کاموں کی تقسیم ان کی فطری ساخت کے مطابق ہے۔

لیکن جس معاشرے میں یہ دعویٰ کیا جارہاہے کہ مرد و عورت برابر ہیں، جو عورت کے روایتی کردار ماں، بیٹی اور بیوی کے کردار کی مخالفت کر رہے ہیں جو معاشرے کے ڈھانچے کو اس طرح تبدیل کرنے کے لئے کوشاں ہیں کہ شادی و نکاح کے خلاف ہیں اور اس وقت

- دنیا میں شادی کی شرح سب سے کم فِن لینڈ (4.8) اور سویڈن (4.7) میں ہے یعنی ہزار میں سے 4.7 اور 4.8 افراد

(United Nations monthly bulletin of stats April 2001)

- امریکہ میں طلاق کی شرح سب سے زیادہ ہے (4.95 per 1000 people)
- روس (3.36 per 1000 people) اور برطانیہ (3.8) میں، امریکہ کے بعد طلاق کی شرح سب سے زیادہ ہے
- سویڈن میں طلاق کی شرح دنیا میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ ہے (53.9 per 100 people)

وہاں صورتحال یہ ہے کہ اس وقت

- سویڈن میں 1999 میں (19.7 per 1000)(OECD) مرد اور (8.0 per 1000) خواتین خودکشی کرتی ہیں
- فِن لینڈ میں طلاق کی شرح (53.2 per 100 people) ہے جو دنیا میں چوتھی نمبر پر ہے
- فِن لینڈ میں خودکشی کی شرح میں مرد 34.6 اور خواتین 10.9 کی ہے (WHO)

- امریکہ میں 1999 کے سروے کے مطابق مردوں میں 17.6 اور خواتین میں 4.1 خودکشی کرتی ہیں
- روس میں 2000 میں مرد 70.6 اور خواتین میں 11.9 خودکشی کرتی ہیں (WHO)

اس کے علاوہ

- ہر 15 سیکنڈ میں ایک خاتون تشدد کا شکار ہوتی ہے (UN study 2000)
- ہر 2 منٹ کے بعد امریکہ میں عورت sexual rape یا حملہ کا شکار ہوتی ہے

خاندان سے آزادی حاصل کرنے والی خواتین کی یہ صورتحال ہے

- ہر 4 میں سے 3 خاندان کے جو افراد تشدد کا شکار ہیں وہ خواتین ہیں (73٪) US Bureau of Justice 2005 June)
- یورپین خواتین 16 سے 44 سال کی عمر میں موت کی سب سے بڑی وجہ اور معذوری کی سب سے بڑی وجہ گھریلو تشدد ہے (Amnesty International)
- روس میں 1999ء اور پھر 2002ء میں یہ تخمینہ لگایا گیا۔ انتظامیہ کے حساب کے مطابق 14000 خواتین اپنے شوہر یا رشتہ داروں کے ہاتھوں قتل کی گئیں (Amnesty.org)
- اسرائیل، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور ساؤتھ افریقہ میں ایک سروے کے مطابق 40٪ سے 70٪ خواتین گھریلو تشدد کی وجہ سے قتل ہو جاتی ہیں (WHO)
- کینیا میں ضلع سسی (Sissi) میں 42٪ خواتین مسلسل ماری جارہی ہیں (UNFPA)
- جنوبی کوریا میں سیول () میں 22٪ بالغ خواتین ریپ کا شکار ہوتی ہیں (UNIFEM)

- امریکہ میں 6 میں سے ایک عورت ریپ کا شکار ہوتی ہے
- امریکہ میں 1995ء میں 5 میں سے ایک (20٪) خاتون کالج طالبات ریپ کا شکار ہوتی ہیں (2003 National Crime Victimization Survey)
- نیوزی لینڈ میں 43٪ بچے زیادتی اور تشدد کا شکار ہوتے ہیں
- امریکہ کی سٹیٹ ٹیکساس میں 2003 کے دوران ایک لاکھ پچاسی ہزار عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں (www.governor.statetx.us)

یہ اس معاشرے کی تصویر ہے جہاں عورت کو سب سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ جہاں حقوق کے ایجنڈے کے عین مطابق نکاح کی شرح کم اور طلاق کی شرح بہت زیادہ ہے اور جہاں عورت کو خاندان سے بغاوت اس لئے سکھائی جارہی ہے تاکہ وہ محفوظ ہو سکے۔ خاندان سے بغاوت عورت کے مسئلے کا حل نہیں بلکہ خاندان کا احترام اور خاندانی اقدار کی حفاظت عورت، مرد اور بچوں کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

ویمن اینڈ فیملی کمیشن کے تحت کرائے گئے سروے کے سوالات وجوابات پر نظر ڈالتے چلیں، تاکہ پاکستان میں (جہاں خاندانی روایات باقی ہیں اور ان روایات کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے) ہونے والے گھریلو تشدد کا موازنہ عالمی سطح پر خواتین پر ہونے والے تشدد سے کر سکیں

اس سروے کے ذریعے عمومی صورتحال یہ سامنے آئی ہے کہ جن خواتین نے کسی طرح کی جسمانی اذیت کی اطلاع دی کل 29٪ ہیں جو کہ صرف ایک مرتبہ جسمانی تشدد سے گزری ہیں، جو عورتیں تشدد کا شکار ہوئیں ان میں سے 22٪ عورتوں کی شکایت یہ تھی کہ ان کے شوہر نے زندگی میں ایک بار یا کبھی کبھار یا اکثر تھپڑ مارا یا ہاتھ مروڑا ہے

- 9٪ عورتوں نے اقرار کیا کہان کے شوہروں نے انہیں مکا مارا ہے، جبکہ 91٪ عورتوں نے انکار کیا
- 10٪ عورتوں نے شکایت کی کہ ان کے شوہر نے ان کو لات ماری جبکہ 90٪ عورتیں اس مصیبت سے محفوظ رہیں
- 4٪ خواتین نے بتایا کہ ان کے شوہر نے ان کا گلا گھوٹنے یا جلانے کی کوشش کی ہے، 96٪ عورتوں نے بتایا کہ ان کے ساتھ ایسا ظلم نہیں ہوا
- کیا آپ کے شاہر نے کبھی آپ کو چھری یا پستول یا کسی قسم کے اسلحے کے ساتھ دھمکی دی؟اس سوال کا جواب ہاں میں دینے والوں کی تعداد 01٪ ہے، جبکہ 99٪ خواتین نے نہ میں جواب دیا
- اسی طرح پوچھا گیا کہ کیا آپ کے شوہر نے کبھی چھری، پستول یا کسی بھی قسم کے اسلحے سے آپ پر حملہ کیا؟ تو تمام خواتین نے اس سے انکار کیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔
- مار پیٹ کے بعد جسمانی تشدد یا درد ہوا؟7٪ خواتین نے کہاان کو اتنی مار پڑی کہ درد ہوا یا چوٹ کا نشان پڑا جبکہ 93٪ خواتین نے انکار کیا کہ شوہر نے مارا تھا مگر درد یا مار کا نشان جسم پر نہیں پڑا
- جب پوچھا گیا کہ کیا مارنے کے بعد کوئی کوئی زخم لگا یا ہڈی ٹوٹی؟ 3٪ خواتین کو زخم لگا جبکہ 97٪ عورتوں کو کوئی زخم مارنے سے نہیں لگا
- جب پوچھا گیا کہ کیا کبھی تشدد کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا؟ڈاکٹر کے پاس جانے والی عورتیں 3٪ اور انکار کرنے والی عورتیں 97٪ ہیں

یہ ہے پاکستان میں عورتوں پر ہونے والے جسمانی اور جذباتی تشدد کی صورتحال اور ہم پاکستان سے باہر آزاد و خود مختار عورتوں کی جسمانی اور جذباتی حالت زار بھی دیکھ چکے ہیں۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ صرف خود مختاری ہی عورت کے مسائل کا حل ہے؟

ملازمتوں میں 50٪ کوٹہ حاصل کرنے کی جدوجہد کرنے والوں کے پیش نظر یہ بھی رہے کہ جہاں جہاں عورتیں ملازمت کر رہی ہیں وہاں عورت کو اپنی محنت کی اجرت مرد کے مقابلے میں کم بھی مل رہی ہے اور وہ مقام ملازمت میں مختلف قسم کے خوف وہراس کا شکار بھی ہے اور ان میں ممالک شامل ہیں جو UNO کے مستقل ممبر ہیں اور انہوں نے پوری مسلمان دنیا میں خاص طور پر جبکہ عمومی طور پر غریب اور ایشیائی ممالک کو اپنا ہدف بنا کر عورتوں کے حقوق کے نام پر انہیں ان کی اقدار و روایات سے علیحدہ کرنے کے لئے اپنا تمام اثرورسوخ استعمال کر رہے ہیں

US – Equal Pay Law in 1963

- 2007 – American Women earn 23٪ less than American Men.
- African Women earn 28٪ less than African Men
- Latino Women earn 40٪ less than their men
- Asian and Pacific Islands women in total earn 12٪ less than their men

(www.aflcio.org/equalpay)

انسانی حقوق کے علمبردار اور خاص طور سے عورت کو خود مختار کرنے والے عورت سے محنت تو مرد کے برابر کروالی مگر اس کی اجرت بمقابلہ مرد امریکہ میں 23٪، افریقہ میں 28٪ اور لاطینی امریکہ میں

40٪ کم ہے اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ پاکستان اس ایشیائی خطے کا جہاں عورت کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے (بقول UNO) وہاں مرد کی اجرت 12٪ کم ہے یعنی اس خطے کی عورت کو اپنے مرد کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ اجرت ملتی ہے

اور جس ملازمت کے لئے اتنا اصرار ہے اور جس کو عورت کی آزادی اور سکون و تحفظ کی علامت تصور کیا جارہاہے کیاوہاں عورت محفوظ ہے

- In 2009 60% of Indian women acknowledged sexual harassment at work place (newsblaze.com)
- US – 31% female workers reported harassment at work
- 62% of targets took no action
- 100% women reported that the harasser was a man

(EEOC)

اسقاط حمل کو جائز قرار دینے اور عورت کو اس کا حق دلوانا بھی عورت کے حقوق کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ جس معاشرے کی عورت نے اپنا یہ حق حاصل کر لیا ہے اس معاشرے کے تاثرات کیا ہیں یہ بھی دیکھتے ہیں

Birth Rate 13 April 2010

- 1.5 per Women in Canada
- 1.26 per women in Japan

Death rate by Secularism

- Secular Western Europe will lose 4% to 12% of its population by 2050.
- Increase of older and retired population (burden on economy)
- Decline in working force
- Wipe out factor of certain ethnic or religious group.
- Secularism causes low birth rate
- To achieve a stable population every women needs to have 2 children on an average

Because of low birth rate in future

- Increase in amount and length in pension
- Increase in medical care because of long life
- Much fewer tax payer to pay for this upcoming bill.
- In Sweden every 4th pregnancy is terminated through abortion.

(www.zenker.se/fertility)

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ سویڈن میں ہر چوتھی عورت اپنی pregnancy ختم کر دیتی ہے

جبکہ کینیڈا میں 1.5 اور جاپان میں 1.26 فی عورت شرح آبادی ہے

اس لحاظ سے تو صورتحال اطمینان بخش ہونی چاہیے کہ عورتوں کو اسقاط حمل کا حق مل گیا ہے مگر وہاں کے مفکرین فکرمند ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اگر صورتحال یہی رہی تو 2050 تک آبادی میں 4٪ - 12٪ کمی ہو جائے گی اور یہ سیکولرزم کی بدولت ہو گا یا مذہب سے دوری کی وجہ سے ہو رہا ہے (مفکرین کی رائے کے مطابق) اس بات پر بھی تشویس پائی جا رہی ہے کہ

- بوڑھے لوگوں میں اضافہ ہو جائے گا (جو کہ معاشی بوجھ میں اضافہ ہے)
- محنت کرنے والے ہاتھ کم ہو جائیں گے
- موجودہ نسل ختم ہو جائے گی اور ساتھ میں مذہبی اقدار بھی ختم ہو جائیں گی
- پینشن لینے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا (معاشی بوجھ میں اضافہ)
- عمر بڑھنے کے ساتھ میڈیکل اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے (معاشی بوجھ میں اضافہ)
- ٹیکس ادا کرنے والے ہاتھ کم ہو جائیں گے (آمدنی میں کمی)
- کم سے کم ہر خاتون کے دو بچے ضرور ہونے چاہییں (تفصیل کے لئے ہمارا کتابچہ اسقاط حمل اور تخفیف آبادی دیکھیں)

رہی بات اسمبلیوں میں نمائندگی کی تو جن ممالک میں نمائندگی مل گئی ان کی حالت زار میں بھی کوئی خاص بہتری نہیں آئی (تفصیل کے لئے دیکھیں ہمارا کتابچہ عورت اور سیاسی حقوق)

عالمی صورتحال جو عورتوں کے حقوق کے بارے میں ہے دیکھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عورت کو کیا ملا؟ حقوق کے نام پر، اور اپنی موجودہ ذمہ داریوں سے، گھر سے، مذہبی اقدار سے آزادی حاصل کر کے عورت نے معاشرے کو کیا دیا؟ سوائے تباہی کے کچھ نہیں ہوا۔ خاندانی نظام کے کمزور پڑنے سے جو نقصانات معاشرے کو ہوئے ہیں اس سے پہلے دنیا نے نہیں دیکھے۔ آج کی عورت کو ملازمت

کرنے کا حق مل گیا اور اب اس کو گھر میں شوہر کے ساتھ ساتھ باہر آفیسر کے موڈ کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے

"گھر اور باہر دونوں جگہ ذہنی دباؤ!"

آج کی عورت کو خود مختاری مل گئی کہ وہ محنت کرے اور اپنی تنخواہ اپنے اوپر خرچ کرے مگر گھریلو ملازمین کی نگرانی، ان کی تنخواہیں، اپنی آمد و رفت کی مشقت، جائے ملازمت کی مشقت اور دن بھر کی بھاگ دوڑ اور واپسی پر گھر میں غیر حاضری کی وجہ سے پیدا شدہ مسائل

"محنت و مشقت میں کمی ہوئی ہے یا اضافہ؟"

حاصل ہونے والی تنخواہ سے سہولت کا تناسب؟ اور مشقت (ذہنی و جسمانی) کا تناسب؟

جس معاشرے میں عورت کو یہ خود مختاری حاصل ہوگئی کہ وہ مردوں کے ساتھ جیسے چاہیں تعلقات استوار کریں، چاہیں تو نکاح کریں اور چاہیں تو نہ کریں وہاں عورتوں کو سکون مل گیا؟ عزت حاصل ہوگئی؟ اور اس کی پریشانیوں میں کمی ہوگئی یا لاوارث کنواری ماؤں کی تعداد میں اضافہ گھر سے بے دخلی اور گھر کے کام کاج و ملازمت کت ساتھ ساتھ جسم فروشی کرنے پر مجبوری کے تناسب میں اضافہ ہوا۔ آج جہاں عورت کو طلاق کا حق مل گیا وہاں عورت کو گھر میں خود مختاری حاصل ہوگئی یا بے دخلی حصے میں آئی؟

1995ء،1994ء سے پاکستان نے بھی عالمی کانفرنسوں میں شرکت شروع کر دی مگر مسائل وہیں کے وہیں رہے۔

سترہویں صدی میں جب اسلام داخل ہوا تو اس نے ناانصافیوں سے بھری معاشرت کو انصاف دیا۔ اسلام نے مساوات کا نعرہ لگایا تو اس مساوات کے نعرے نے رنگ و نسل، زبان، قبیلے، ذات اور خاندان کے تمام امتیاز کو ختم کیا۔

سورۃ الحجرات آیت نمبر 13 میں اللہ تعالی فرماتا ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

"لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو"

اور واضح کر دیا کہ اگر اللہ کے نزدیک کوئی بلند مقام رکھتا ہے تو وہ جو تقویٰ میں زیادہ ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

"درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے"

اسلام میں لڑکیوں کی پرورش پر انعامات کا وعدہ کیا اور وعید سنائی ان کے لئے جو زندہ درگور کر دیتے تھے آپ ﷺ نے خوشخبری دی اس کو جس کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی محبت اور ہمدردی سے پرورش کرے اللہ اس کے بدلے ان کو جنت دے گا۔ ابوداؤد کی حدیث کے مفہوم میں ہے کہ جو

کوئی اپنی لڑکی کو زندہ دفن نہ کرے اور نہ اس کو مارے نہ ہی اپنے لڑکے کو اس پر رجیح دے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا

مرد و عورت دونوں پر تعلیم کو لازم قرار دے کر بتایا کہ جو کوئی ایک مرد کو تعلیم دیتا ہے وہ ایک مرد کو تعلیم دیتا ہے اور جو ایک عورت کو تعلیم دیتا ہے وہ پوری قوم کو تعلیم دیتا ہے عورت کی تعلیم کو نہ صرف اسلام نے اہمیت دی بلکہ عورت کی تعلیم کو قوم کی تعلیم سے تعبیر کیا۔

آپ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام ایک دوسرے سے نیکیوں میں سبقت کرنا چاہتے تھے اور آپ ﷺ سے سوالات بھی کرتے تھے اس بارے میں۔ ایسے ہی سوالات میں سے آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا:

"تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہترین ہے"

اسلام نے عورت کو بحیثیت بیوی وہ درجہ دیا جس کا عرب معاشرے میں تصّور بھی نہ تھا کہ مسلمان عورت دنیا کی خوش نصیب عورت تھی پھر ماں کے بارے میں ایسی تعلیمات دیں اور ماں کا رتبہ باپ سے تین گنا بتایا۔ بحیثیت لڑکی، بیوی، ماں اسلام نے عورت کو جو مقام اور مرتبہ دنیا وہ کسی تہذیب اور ثقافت نے نہ دیا۔ اسلام ہی نے عورت کو بہت سارے ذریعوں سے خود مختاری بخشی

سفارشات

اس لئے ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے تاکہ عورت کو اس کے وہ حقوق مل سکیں جو اسلام نے عطا کئے ہیں

- جن ممالک میں خواتین کو فیصلہ سازی اور حکومتی معاملات میں شامل کیا گیا ہے وہاں خواتین سے متعلق امور کا جائزہ لیا جائے
- منتخب خواتین خصوصاً بلدیاتی اداروں میں خواتین سے متعلق امور پر مسائل کا جائزہ لیا جائے کیونکہ وسائل کی عدم دستیابی کی بناء پر معاشرے میں ان کی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے
- اداروں میں موجود خواتین کے لئے ایسے انتظامات کئے جائیں کہ وہ محفوظ اور پر سکون ماحول میں اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکیں، علیحدہ دفاتر، واش روم، ٹرانسپورٹ وغیرہ کی سہولت فراہم کی جائے
- دوران ملازمت یا تمام حالات میں سفر اور رہائش میں عورت کے محرم کو ساتھ رکھنے کے لئے لازمی اقدامات کئے جائیں اور اسے تنہائی کی بناء پر ذہنی اور جسمانی تشدد کا شکار نہ ہونے دیا جائے
- حکومتی اور بین الاقوامی سطح پر ان اقدامات کو فروغ دیا جائے جو عورت کے عزت و وقار میں اضافے کا باعث ہوں اور ایسے عملی اقدامات کئے جائیں جو مردوں کو مجبور کر دیں کہ وہ عورت کی عزت، عفت و عصمت، آبرو اور حیا کی پاسداری کریں اس کے لئے ملکی سطح پر مردوں اور عورتوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم کو لازمی کیا جائے

- فیصلہ سازی کے اداروں میں مرد و عورت کے حقوق کے تحفظ کے لئے سسٹم کو ایسا آسان بنایا جائے تاکہ عورتیں ضرورت پڑنے پر اپنے حق کو باآسانی حاصل کر سکیں
- خواتین کی خودداری اور خوداعتمادی کی تربیت کو تعلیمی کورس میں شامل کیا جائے
- کام کرنے کی جگہوں پر ایسے تعلقات کی حاصلہ شکنی کی جائے جو صنفی و جنسی بنیادوں پر قائم کئے گئے ہوں (مردوں اور عورتوں کے تعلقات)
- ایسے اداروں میں (code of conduct) ضابطہ اخلاق اور حیاء کو وائم کیا جائے نیز عورت کو اس ذہنی دباؤ سے باہر نکالنے کے لئے عملی جامہ پہنایا جائے۔ خواتین کی جائے ملازمت کے لئے خصوصی dress code متعین کیا جائے

عورت اور خود مختاری اسلام پاکستان اور دیگر مذاہب میں

کتابچہ مستند علماء کرام کی تحریروں کے ذریعے مرتب کیا گیا ہے چونکہ بات اہم ہے لہذا اسے ترتیب دیتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ الفاظ بھی وہی لکھے جائیں جو ان علماء کرام کے ہیں۔ اس میں مؤلف کی اپنی ذاتی آراء کا کوئی عمل دخل نہیں۔ البتہ کہیں کہیں زبان کو سادہ کرنے کے لئے مشکل الفاظ کا نعم البدل اپنی طرف سے تحریر میں شامل کیا گیا ہے

حوالہ جات

عورت عہد رسالت میں (مصنف: عبدالحلیم شرر مترجم محمد فہیم)

دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار (مصنف: افضل الرحمٰن مترجم محمد ایوب منیر)

تحریک نسواں اور اسلام (مصنفہ: پروفیسر ثریا بتول علوی)